دسمبر
۲۰۲۳

# حقوق العباد

# خدمتِ خلق

تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہ ہو گا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ نہ چاہے جو اپنے نفس کے لیے چاہتا ہے۔

(بخاری)

# فہرست مضامین

# قرآن کریم

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہروں کو مشرق یا مغرب کی طرف پھیرو۔ بلکہ نیکی اسی کی ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور نبیوں پر اور مال دے اس کی محبت رکھتے ہوئے اقرباء کو اور یتیموں کو اور مسکینوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو نیز گردنوں کو آزاد کرانے کی خاطر۔ اور جو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور وہ جو اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں جب وہ عہد باندھتے ہیں اور تکلیفوں اور دکھوں کے دوران صبر کرنے والے ہیں اور جنگ کے دوران بھی۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے صدق اختیار کیا اور یہی ہیں جو متّقی ہیں۔

(سورۃ البقرہ آیت ۱۷۸)

# حدیث

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَالِمًا، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ۔ رضى الله عنهما ۔ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ ''الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لاَ يَظْلِمُهُ وَلاَ يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ''.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، پس اس پر ظلم نہ کرے اور نہ ظلم ہونے دے۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کی ایک مصیبت کو دور کرے، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک بڑی مصیبت کو دور فرمائے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب چھپائے گا۔

( صحیح بخاری کتاب المظالم۔ حدیث نمبر ۲۴۴۲ )

# کلام الامام امام الکلام

## دوستوں کے لئے ہمدردی اور غم خواری

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”اصل بات یہ ہے کہ ہمارے دوستوں کا تعلق ہمارے ساتھ اعضاء کی طرح کا ہے اور یہ بات ہمارے روزمرہ کے تجربے میں آتی ہے کہ ایک چھوٹے سے چھوٹے عضو مثلاً انگلی ہی میں درد ہو، تو سارا بدن بے چین اور بے قرار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ٹھیک اسی طرح ہر وقت اور ہر آن میں ہمیشہ اس خیال اور فکر میں رہتا ہوں کہ میرے دوست ہر قسم کے آرام و آسائش سے رہیں۔ یہ ہمدردی اور غم خواری کسی تکلف اور بناوٹ کی رو سے نہیں، بلکہ جس طرح والدہ اپنے بچوں میں سے ہر واحد کے آرام و آسائش کی فکر میں مستغرق رہتی ہے خواہ وہ کتنی ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح میں للّٰہی دلسوزی اور غم خواری اپنے دل میں دوستوں کے لئے پاتا ہوں اور یہ ہمدردی کچھ ایسی اضطراری حالت پر واقع ہوئی ہے کہ جب ہمارے دوستوں میں سے کسی کا خط کسی قسم کی تکلیف یا بیماری کے حالات پر مشتمل پہنچتا ہے، تو طبیعت میں بے کلی اور گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے اور ایک غم شامل حال ہو جاتا ہے اور جوں جوں احباب کی کثرت ہو جاتی ہے۔ اسی قدر یہ غم بڑھتا جارہا ہے اور کوئی وقت ایسا خالی نہیں رہتا جب کہ کسی قسم کی فکر اور غم شامل حال نہ ہو، کیونکہ اس قدر کثیر التعداد احباب میں کوئی نہ کوئی، کسی نہ کسی غم میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کی اطلاع پر ادھر دل میں قلق اور بے چینی پیدا ہو جاتی ہے میں نہیں بتلا سکتا کہ کس قدر اوقات غموں میں گزرتے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ہستی ایسی نہیں جو ایسے ہموم اور افکار سے نجات دیوے۔ اس لئے میں ہمیشہ دعاؤں میں لگا رہتا ہوں اور سب سے مقدم دعا یہی ہوتی ہے کہ میرے دوستوں کو غم اور ہموم سے محفوظ رکھے، کیونکہ مجھے تو ان کے ہی افکار اور رنج، غم میں ڈالتے ہیں۔ اور پھر یہ دعا مجموعی ہیئت سے کی جاتی ہے کہ اگر کسی کو کوئی رنج اور تکلیف پہنچی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کو نجات دے۔ ساری سرگرمی اور پورا جوش یہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کروں۔ دعا کی قبولیت میں بڑی بڑی امیدیں ہیں۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۶۶، ایڈیشن ۱۹۸۸ء)

# حقوق العباد

از مکرم حنان احمد قریشی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، پس اس پر ظلم نہ کرے اور نہ ظلم ہونے دے۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کی ایک مصیبت کو دور کرے ، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک بڑی مصیبت کو دور فرمائے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب چھپائے گا۔

خدائے عزوجل قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

(النساء:۳۷)

ترجمہ : اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی۔ اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یقیناً اللہ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر (اور) شیخی بگھارنے والا ہو۔

ہمارے پیارے نبی آنحضرت ﷺ کی زندگی کا اگر مطالعہ کیا جائے، خواہ بچپن ہو یا جوانی اور یا پھر بڑھاپہ، آپ کی زندگی کئی ایسی مثالوں سے پُر ہے جب آپ خدمتِ انسانیت میں اور انسان کے حقوق کو پورا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں چاہے خود کو ہی تکلیف میں کیوں نہ ڈالنا پڑا ہو۔

حضرت ابو ھریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کے لئے بڑھ چڑھ کر بھاؤ نہ بڑھاؤ۔ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو ایک دوسرے سے پیٹھ نہ موڑو یعنی بے تعلقی کا رویہ اختیار نہ کرو ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ مسلمان اپنے بھائی پر ظلم نہیں کرتا۔ اس کی تحقیر نہیں کرتا۔ اس کو شرمندہ یا رسوا نہیں کرتا۔ آپؐ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تقویٰ یہاں ہے۔ یہ الفاظ آپؐ نے تین دفعہ دہرائے پھر فرمایا: انسان کی بدبختی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقارت کی نظر سے دیکھے ہر مسلمان خون، مال اور عزت و آبرو دوسرے مسلمان پر حرام اور اس کے لئے واجب الاحترام ہے۔“

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”سو یاد رکھو کہ ایک مسلمان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کے واسطے ہمہ تن تیار رہنا چاہئیے اور جیسے زبان سے خدا تعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات میں وحدہ لاشریک سمجھتا ہے ایسے ہی عملی طور پر اس کو دکھانا چاہئیے اور اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور ملائمت سے پیش آنا چاہئیے اور اپنے بھائیوں سے کسی قسم کا بھی بغض حسد اور کینہ نہیں رکھنا چاہئیے اور دوسروں کی غیبت کرنے سے بالکل الگ ہو جانا چاہئیے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ یہ معاملہ تو ابھی دور ہے کہ تم لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسے از خود رفتہ اور محو ہو جاؤ کہ بس اُسی کے ہو جاؤ اور جیسے زبان سے اس کا اقرار کرتے ہو عمل سے بھی کر کے دکھاؤ۔ ابھی تو تم لوگ مخلوق کے حقوق کو بھی کما حقہ ادا نہیں کرتے بہت سے ایسے ہیں جو آپس میں فساد اور دشمنی رکھتے ہیں اور اپنے سے کمزور اور غریب شخصوں کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں اور بدسلوکی سے پیش آتے ہیں اور ایک دوسرے کی غیبتیں کرتے اور اپنے دلوں میں بغض اور کینہ رکھتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم آپس میں ایک وجود کی طرح بن جاؤ۔ اور جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے اس وقت کہہ سکیں گے کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کر لیا۔ کیونکہ جب تک تمہارا آپس میں معاملہ صاف نہیں ہو گا اس وقت تک خدا تعالیٰ سے بھی معاملہ صاف نہیں ہو سکتا۔ گو ان دونوں قسموں کے حقوق میں بڑا حق خدا تعالیٰ کا ہے مگر اس کی مخلوق کے ساتھ معاملہ کرنا یہ بطور آئینہ کے ہے۔ جو شخص اپنے بھائیوں سے صاف صاف معاملہ نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کر سکتا۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۴۰۷-۴۰۸ ایڈیشن ۱۹۸۸ء)

جیسا کہ شرائط بیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شرط چہارم اور نہم بھی اسی طرف اشارہ کرتی ہے:

چہارم:۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

نہم:۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

شرائط بیعت کی چوتھی شرط میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہی بات رکھی ہے۔ جہاں فرمایا کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا نوع انسان سے شفقت اور ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے۔ اخلاق ہی ساری ترقیات کا زینہ ہے۔ میری دانست میں یہی پہلو حقوق العباد کا ہے جو

حقوق اللہ کو تقویت دیتا ہے۔

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۲۳ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حقوق العباد کی ادائیگی کے نئے معیار قائم کرنے کے بارہ میں توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اصل ہمدردیٔ خلق کا جذبہ تو وہیں ظاہر ہوتا ہے جہاں ہر ایک سے بلا امتیاز اور بلا تخصیص ہمدردی کا جذبہ ہو اور یہی ہمدردی کا جذبہ پھر ایک دوسرے کے لئے دعاؤں کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے۔ اور پھر آپس کی دعاؤں سے تقویٰ کا قیام عمل میں آتا ہے۔ دلوں اور روحوں کی پاکیزگی کے سامان ہوتے ہیں اور حقوق العباد کی ادائیگی کے نئے معیار قائم ہوتے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ یکم جون ۲۰۱۲ء فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

”آنحضرت ﷺ نے دعویٰ نبوت سے پہلے بھی اپنی پاک فطرت کے نمونے دکھائے اور یہ نمونے دکھاتے ہوئے دوسروں کی بھلائی کی خاطر، دوسروں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے کوششیں کیں اور حلف الفضول جو ایک معاہدہ ہے جو تاریخ میں آتا ہے وہ اُسی کی ایک کڑی ہے۔ اور نبوت کے بعد تو دوسروں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے ان کی بھلائی اور خیر چاہنے کے لئے آپ کے جو عمل تھے اس کے نظارے ہمیں آپ کی زندگی میں تیز بارش کی طرح نظر آتے ہیں اور یہی آپ کے نمونے اور قوتِ قدسی تھی جس نے یہ روح صحابہ میں پھونک دی جس کی وجہ سے وہ دوسروں کی بھلائی چاہنے میں بڑھتے چلے گئے۔“

(خطبہ جمعہ ۱۰/اگست ۲۰۰۷ء فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

## حقوق العباد اور موجودہ زمانہ

زمانہ حال میں کشیدگی کی بہت بڑی وجہ حقوق العباد کی ادائیگی نہ کرنا ہے۔ اور حقوق العباد میں غفلت ہی دنیا میں امن کے قیام کو روک رہی ہے۔ حکومت اپنی عوام کے حقوق سے دست بردار ہیں، رئیس غریبوں کے حقوق سے غافل ہے، اور غریب اپنے ہی حقوق سے بے خبر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطاب میں فرماتے ہیں:

”حضرت مصلح موعودؓ نے حکومت کے فرائض پر ایک خطاب میں فرمایا کہ سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ حکومت رعایا کے فوائد، منافع، ضرورت، اتفاق، اخلاق، حفاظت، معیشت اور مسکن کی ذمہ دار ہے۔ یہ باتیں حکومت کی ذمہ داری ہے۔

ہر ایک کی مثال گڈریے کی سی ہے۔ وہ ہر ایک کا ذمہ دار ہے جو اس کے تحت ہے۔ بادشاہ جماعت کا ذمہ دار ہے۔ مرد گھر کا ذمہ دار اور جوابدہ ہے۔ ملازم پیشہ اپنے مالک کا ذمہ دار اور جوابدہ ہے۔ ہر ایک اپنے حلقہ میں گڈریا یا نگران ہے۔ نوکر سے بادشاہ تک ہر کوئی نگران اور جوابدہ ہے۔ جیسے گڈریا کی طرح وہ حفاظت کرتا ہے اسی طرح حکومت اسلامی ہر قسم کے حقوق کا خیال رکھے۔ اگر سب اسلامی ممالک اس طرح خیال رکھیں تو اس طرح آئے دن کی لڑائیاں نہ ہوں۔

اسلامی حکومت ہر کسی کے لیے لباس، خوراک اور مکان مہیا کرے۔ یہ ادنیٰ سے ادنیٰ ضرویات ہیں جس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ عوام الناس کو سوشل مدد دینا مسلمان حکومتوں کو حکم دیا ہے جس کو اب یورپ نے اپنالیا ہے۔“

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۲۳ء)

اِسلام ہمیشہ سے انسانی حقوق کا محافظ رہا ہے۔ اور جماعت احمدیہ اسلامی تعلیم کو ساتھ لیتے ہوئے دنیا میں حقوق کی ادائیگی کی

اہمیت کے بارہ میں آگاہی دینے میں مشغول ہے۔ جب زمانہ Racism کے لئے نام نہاد طریق سے آواز اٹھانے میں مشغول تھی اور اُس وقت Black Lives Matter کے نعرے دنیا میں بلند کیے جارہے تھے اُس وقت دنیا میں واحد جماعت احمدیہ تھی جو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے ارشاد All Lives Matter کو لے کر چلی۔ اور اسلام کی اس تعلیم کو واضح کر دیا کہ کسی گورے کو کسی کالے پر عظمت حاصل نہیں اور کسی کالے کو کسی گورے پر عظمت حاصل نہیں۔ اور یہ کہ سب انسان برابر ہیں اور سب انسانوں کے حقوق برابر ہیں۔

حال ہی میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دورہِ جرمنی میں مسجد کے افتتاح کے موقع پر فرمایا:

"آج دنیا تیزی سے تباہی کی طرف جارہی ہے کیونکہ ہم دنیاداری میں گرفتار ہوچکے ہیں۔ جبکہ ہمیں مسجد یہ پیغام دیتی ہے کہ تم مساکین اور یتامیٰ کا خیال رکھو۔ پس مساجد حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی کا بھی پیغام دیتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ تلقین فرمائی ہے کہ تم اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہؓ نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم مظلوم بھائی کی تو مدد کرسکتے ہیں مگر یہ ظالم کی مدد کیسے کریں گے؟ تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ظالم کو ظلم سے روک کر اس کی مدد کرو۔

پس یہ وہ خوبصورت تعلیم ہے جو اسلام اپنے ماننے والوں کو دیتا ہے۔ یہ وہ مقاصد ہیں کہ جن کے لیے ہم مساجد تعمیر کرتے ہیں۔ خدا کرے کہ ہم ان مقاصد کو ہمیشہ پیش نظر رکھنے والے ہوں۔"

(حضور انور کا جرمنی مسجد مبارک Florstadt میں افتتاحی تقریب سے خطاب)

Universal Declaration of Human Rights میں انسان کے بنیادی حقوق میں درج ہے کہ:

ہر انسان کو آزادئ فکر، آزادئ ضمیر اور آزادئ مذہب کا پورا حق ہے۔ اس حق میں مذہب یا عقیدے کو تبدیل کرنے اور پبلک میں یا نجی طور پر، تنہا یا دوسروں کے ساتھ مِل جل کر عقیدے کی تبلیغ، عمل، عبادت اور مذہبی رسمیں پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔ (دفعہ ۱۸، انسانی حقوق کا عالمی منشور)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حقوق العباد کی ادائیگی کی توفیق دے اور اس کے ساتھ ہی حقوق اللہ کی بھی ادائیگی میں کامیاب ہوں۔ اور روحانیت کی اونچی منازل طے کرنے والے ہوں۔ آمین

# عہد دوستی

از مکرم حصور احمد ایقان (طالب علم جامعہ احمدیہ کینیڈا)

عہد دوستی سے کیا مراد ہے؟ ایک ایسا عہد جس کو پورا کرنے سے آپ ایک شخص کی جان، عزت و آبرو، مال اور روحانیت کے تحفظ کا ذریعہ بن جاتے ہیں اور بعینہ وہ آپ کا اور جیسے جیسے آپ کی دوستی کا دائرہ وسیع تر ہوتا جاتا ہے اسی کی ساتھ ہی سماج میں امن پھیلنے کے امکان بڑھتے جاتے ہیں۔ اگر ہر فرد اس عہد کو پورے طور پر نبھانے کا ارادہ کر لے تو وہ اپنی زندگی میں ہی نہیں بلکہ اپنے معاشرہ میں بھی امن پھیلانے کا موجب بنتا ہے۔ دوست کا لفظ فارسی کے مصدر "دوسیدن" سے ماخوذ ہے جس کے معنی یار، آشنا، محبوب، جان پہچان والا اور مددگار کے ہوتے ہیں۔ نیز عہد دوستی سے مراد اپنے دوست کے ان حقوق و فرائض کی جو اسلام نے اپنی تعلیم کی رو سے ایک مسلمان پر عائد کئے ہیں بجا آوری لانا ہے۔

## دوست کیسا ہونا چاہئے

ایک سچا دوست وہ ہوتا ہے جس کی خیر خواہی اور محبت قابلِ اعتبار ہو اور جس سے سچی خیر خواہی و محبت کی جائے۔ اسلام نے حقیقی دوست اس شخص کو قرار دیا ہے جس کا دل پاک اور صاف ہو اور اس کے دل میں خدا کی محبت بستی ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ حقیقی دوست کیسے ہوتے ہیں اس کے بارہ میں فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے ہماری راہنمائی فرمائی ہے کہ تمہارے حقیقی دوست وہی ہو سکتے ہیں جن کے دل صاف ہیں۔ اگر دل صاف نہیں تو پھر دوستی کیسی اور جب ایسے لوگوں کو دوست بنالو جن کے دل صاف ہیں تو پھر ان کا حق بھی ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖۚ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ (آل عمران:۱۱۹)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے لوگوں کو چھوڑ کر دوسروں کو جگری دوست نہ بناؤ۔ وہ تم سے برائی کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتے۔ وہ پسند کرتے ہیں کہ تم مشکل میں پڑو۔ یقیناً بغض ان کے مونہوں سے ظاہر ہو چکا ہے اور جو کچھ ان کے دل چھپاتے ہیں وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ یقیناً ہم تمہارے لیے آیات کو کھول کھول کر بیان کر چکے ہیں اگر تم عقل رکھتے ہو۔"

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب فرمودہ ۰۸/ اگست ۲۰۲۱ء)

اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں سے دوستی کرنے کی نصیحت کی ہے جن کے دل میں ہمارے لئے ملامت نہ پائی جاتی ہو۔ کیونکہ اگر اس اہم نصیحت پر عمل نہ کیا جائے تو بہت دینی اور دنیوی نقصان پہنچنے کا خدشہ ہے۔ اسی کے متعلق اطفال کو نصائح کرتے ہوئے ایک اور موقع پر کہ دوست کیسا ہونا چاہیئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ دوست ایسے بناؤ جو اچھے ہوں، جو اچھی باتیں کرنے والے ہوں اور پڑھائی کی باتیں کرنے والے ہوں یا اچھی اچھی نیک باتیں کرنے والے ہوں۔ جنرل نالج کی باتیں کرنے والے ہوں جس سے علم بھی بڑھے اور ویسے اللہ تعالیٰ کی باتیں اور نیک باتیں کرنے والے ہوں ایسے دوست بنانے چاہئیں... پھر ان لوگوں کے لیے دعا بھی کرو کہ وہ بھی نیک لوگ ہو جائیں۔ دوستوں کے لیے بھی دعا کرنی چاہیے کہ اچھے نیک لوگ ہوں۔“

(آن لائن ملاقات مجلس اطفال الاحمدیہ جرمنی منعقدہ مورخہ ۲۸/ اگست ۲۰۲۱ء)

## انسان اپنے دوست کا عکس ہے

ایک اردو محاورہ ہے کہ خربوزے کو دیکھ کَر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے یعنی آدمی جیسی صحبت میں بیٹھے ویسا ہو جاتا ہے تو ایسا شخص جو ایسے دوست رکھتا ہے جن کی صحبت ناپاک ہے تو اس شخص کو بھی ٹھوکر لگنے کے امکان زیادہ ہو جاتے ہیں۔ اسی ضمن میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: ”انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ اس لئے اسے غور کرنا چاہئے کہ وہ کسے دوست بنا رہا ہے۔“

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب من یومر ان یجالس)

ایک اور روایت ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جن میں سے ایک کستوری اٹھائے ہوئے ہو اور دوسرا بھٹی جھونکنے والا ہو۔ کستوری اٹھانے والا تجھے مفت خوشبو دے گا یا تو اس سے خرید لے گا۔ ورنہ کم از کم تو اس کی خوشبو اور مہک سونگھ ہی لے گا۔ اور بھٹی جھونکنے والا یا تیرے کپڑوں کو جلا دے گا یا اس کا بدبودار دھواں تجھے تنگ کرے گا۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب استحباب مجالسۃ الصالحین)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک دل دوست رکھنا کیوں ضروری ہے اور کن کو ہم حقیقی دوست پکار سکتے ہیں۔

## دوست کا معیار

اب جبکہ یہ واضح ہو گیا ہے کہ ایک حقیقی دوست کون ہوتا ہے، تو پھر اسلام کی تعلیم کے مطابق دوست کیا معیار کیا ہے، یہ بات سمجھنا اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا: وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ

الْجُنُبِ...(ترجمہ: اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی...)۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک دوست کا معیار جس کو اس آیت میں غیر رشتہ دار ہمسایہ قرار دیا ہے قریبی رشتہ دار کے مقابلہ پر رکھا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۲۱ء کے اختتامی خطاب میں دوستوں کے حق کے بارہ میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "پھر اللہ تعالیٰ نے دوستوں کو بھی قریبی رشتہ داروں کی فہرست میں شامل کر کے بھائی چارے کی ایسی فضا پیدا کی ہے جو قربت کے احساس کو بڑھائے۔ دوستوں کے معیار کیا ہونے چاہئیں؟ جب اس طرح دوستی ہو جائے تو اسے قائم بھی رکھنا ہے۔ اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حضرت ابو اُمامہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ کی خاطر محبت کی اور اللہ کی خاطر نفرت کی اور اللہ کی خاطر دیا اور اللہ ہی کی خاطر کچھ دینے سے رکا رہا تو یقیناً اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔ خدا کی خاطر دوستی نبھانا، یہی حقیقی دوستی قائم رکھ سکتا ہے اور رکھتا ہے۔ عارضی دوستی نہیں ہوتی جس میں دراڑیں پڑ جائیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے بغیر دوستی ہے وہ دوستی عارضی ہوتی ہے۔"

## دوستی کی اعلیٰ ترین مثال

عہد دوستی کی سب سے بہترین مثال ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے سوانح مبارک سے حاصل ہو سکتی ہے۔ آپؐ اور آپ کے سب سے مقرب صحابی سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کی آپس میں دوستی کا جو معیار تھا اس کی نظیر آج کی دنیا میں بہت مشکل سے نظر آتی ہے۔ آپ دونوں بچپن سے بہت قریبی دوست تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ آنحضورؐ کی پاک سیرت اور اچھے اخلاق کے عینی شاہد بھی تھے۔ اس دوستی کا یہ عالم تھا کہ جب آنحضورؐ نے اپنے خدا کی طرف سے رسول ہونے کا اعلان کیا تو آپؓ نے بلا جھجک آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور پھر اپنی پوری زندگی آپؐ کی خدمت میں صرف کر دی۔ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ میں دوستی کی ایک ایسی اعلیٰ مثال قائم کی جس کی نظیر تاریخ عالم میں نظر نہیں آتی:۔

### مواخات مہاجرین و انصار:

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے اپنی تصنیف سیرۃ خاتم النبیین ﷺ میں مواخات مہاجرین و انصار کے بارہ میں ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"رسول کریم ﷺ کی ہجرت سے قبل بہت سے مسلمان مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر چکے تھے اور اس ہجرت کی وجہ سے مہاجرین کہلاتے تھے۔ دوسرے وہ لوگ تھے جو مدینہ کے رہنے والے تھے اور انہوں نے رسول کریم ﷺ اور مکہ سے ہجرت کرنے والے مہاجرین کو پناہ دی تھی اس لیے وہ انصار کہلائے۔ مہاجرین نے چونکہ بے سروسامانی کی حالت میں ہجرت کی تھی اس لیے انصار مدینہ نے ان کے ساتھ حقیقی بھائیوں سے بڑھ کر سلوک کیا اور ان کا ہر طرح سے خیال رکھا۔ رشتۂ اخوت اور تعلق کو مزید مضبوط کرنے کے لیے نبی

کریم ﷺ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مکان پر سب انصار و مہاجرین کو جمع فرمایا اور ان سب کی باہم مناسبت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے انصار و مہاجرین کے دو دو جوڑے بنا کر انہیں ایک ایسے رشتۂ اخوت میں پرو دیا جس کے سبب وہ سب یک جان دو قالب ہو گئے۔ اس سے پہلے اس رشتۂ اخوت و مودّت جیسی ادنیٰ سی مثال بھی روئے زمین پر نہیں پائی جاتی۔ اس طرح انصار و مہاجرین کے نوّے جوڑے بنے۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ کو سعدؓ ابن الربیع انصاری کا بھائی بنایا گیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جوش محبت سے اپنے سارے مال و متاع کا نصف گن گن کر حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ کے سامنے رکھ دیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ میری دو بیویاں ہیں ایک کو مَیں طلاق دے دیتا ہوں تم عدت گزرنے کے بعد اس سے شادی کر لینا لیکن حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت سعدؓ کا شکریہ ادا کیا اور بازار کا رستہ پوچھ کر وہاں گئے اور چھوٹی موٹی تجارت شروع کر دی۔......

مواخات کا یہ سلسلہ کئی لحاظ سے مفید اور بابرکت ہوا۔

اوّل: جو پریشانی اور بے اطمینانی مہاجرین کے دلوں میں اس بے وطنی و بے سر و سامانی کی حالت میں پیدا ہو سکتی تھی وہ اس سے بڑی حد تک محفوظ ہو گئے۔

دوم: رشتہ داروں اور عزیزوں سے علیحدگی کے نتیجہ میں جس تکلیف کے پیدا ہونے کا احتمال تھا۔ وہ ان نئے روحانی رشتہ داروں کے مل جانے سے جو جسمانی رشتہ داروں کی نسبت بھی زیادہ محبت کرنے والے اور زیادہ وفادار تھے پیدا نہ ہوئی۔

سوم: انصار و مہاجرین کے درمیان جو محبت و اتحاد مذہبی اور سیاسی اور تمدنی لحاظ سے ان ایام میں ضروری تھا وہ مضبوط ہو گیا۔

چہارم: بعض غریب اور بے کار مہاجرین کے لیے ایک سہارا اور ذریعہ معاش پیدا ہو گیا۔"

(سیرت خاتم النبیین صفحہ ۳۰۹-۳۱۰)

## حضرت مسیح موعودؑ کی عہد دوستی

قارئین کرام! حضرت مسیح موعودؑ کا اپنے دوستوں کے ساتھ سلوک بھی عہد دوستی کا ایک اعلیٰ معیار قائم کرتا ہے۔ اگر ہم حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت پر نظر ڈالیں تو ہمیں بہت سی مثالیں نظر آئیں گی جس میں آپؑ کا اپنے دوستوں کے ساتھ ایک بے مثال محبت بھرا سلوک دیکھنے کو ملتا ہے کہ آپؑ کیسے اپنے دوستوں پر اپنی جان نچھاور کرنے کے لئے ہر آن تیار رہتے تھے۔ آپؑ کے مقرب حواری حضرت مولوی عبد الکریم صاحب روایت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک دن فرمایا: "میرا یہ مذہب ہے کہ جو شخص عہد دوستی باندھے مجھے اس کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ شخص کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اس سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کر دے تو ہم لاچار ہیں۔ ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں میں سے کسی نے شراب پی ہو اور بازار میں گرا ہوا ہو تو ہم بلاخوف لومہ لائم اسے اٹھا کر لے آئیں گے۔ فرمایا۔

عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اس کو آسانی سے ضائع نہیں کرنا چاہیے اور دوستوں کی طرف سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آئے اس پر اغماض اور تحمل کا طریق اختیار کرنا چاہیے۔......

جب کوئی دوست کچھ عرصہ کی جدائی کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کو ملتا تو اسے دیکھ کر آپ کا چہرہ یوں شگفتہ ہو جاتا تھا کہ ایک بند کلی اچانک پھول کی صورت میں کھل جائے اور دوستوں کے رخصت ہونے پر آپ کے دل کو از حد صدمہ پہنچتا تھا۔ ایک دفعہ جب آپ نے اپنے بڑے فرزند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کے قرآن شریف ختم کرنے پر آمین لکھی اور اس تقریب پر بعض بیرونی دوستوں کو بھی بلا کر اپنی خوشی میں شریک فرمایا تو اس وقت آپ نے اس آمین میں اپنے دوستوں کے آنے کا بھی ذکر کیا اور پھر ان کے واپس جانے کا خیال کر کے اپنے غم کا بھی اظہار فرمایا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

مہماں جو کر کے الفت' آئے بصد محبت ۔۔۔ دل کو ہوئی ہے فرحت اور جاں کو میری راحت
پر دل کو پہونچے غم جب یاد آئے وقت رخصت ۔۔۔ یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
دنیا بھی اک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے ۔۔۔ گر سو برس رہا ہے' آخر کو پھر جدا ہے
شکوہ کی کچھ نہیں جا' یہ گھر ہی بے بقا ہے ۔۔۔ یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی"

(تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۵۹۰ تا ۵۹۲)

## دوست کے لئے دعا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دوستوں کے متعلق دعا کرنے کے بارہ میں فرماتے ہیں:
"مجھے یہ الہام بارہا ہو چکا ہے اجیب کل دعائک... کہ ہر ایک ایسی دعا جو نفس الامر میں نافع اور مفید ہے، قبول کی جائے گی... جب مجھے یہ اول ہی اول الہام ہوا... تو مجھے بہت ہی خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ میری دعائیں جو میرے یا میرے احباب کے متعلق ہوں گی، ضرور قبول کرے گا... پس میں نے اپنے دوستوں کے لئے یہ اصول مقرر کر رکھا ہے کہ خواہ وہ یاد دلائیں یا نہ یاد دلائیں، کوئی امر خطیر پیش کریں یا نہ کریں ان کی دینی اور دنیوی بھلائی کے لیے دعا کی جاتی ہے۔"

(ملفوظات جلد ا صفحہ ۶۷ ایڈیشن ۱۹۸۸ء)

نیز ایک اور موقع پر فرمایا "میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۷۲-۳۷۳، ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

## عہد دوستی کا حق نبھانے والے کا اجر

حضرت عمر بن خطابؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "یقیناً اللہ کے بندوں میں کچھ ایسے بھی ہوں گے جو انبیاء اور شہیدوں میں سے نہ ہوں گے لیکن قیامت والے دن اللہ کے پاس ان کے رتبہ کی تعریف انبیاء اور شہداء بھی کر رہے ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! کون لوگ ہوں گے وہ؟ آپؐ نے فرمایا وہ جو اللہ کی خاطر محبت کرنے والے ہوں گے کیونکہ ان کے درمیان نہ کوئی رشتہ داری ہوگی نہ ہی کوئی لین دین کا معاملہ ہوگا۔ اللہ کی قسم! ان کے چہرے نور سے پُر ہوں گے اور وہ نور سے بھرے ہوں گے۔ جب قیامت والے دن لوگ خوفزدہ ہوں گے تو اس وقت ان کو نہ تو خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ (ترجمہ: سنو کہ یقیناً اللہ کے دوست ہی ہیں جن پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ سورۃ یونس: ۶۳)"

(سنن ابو داؤد ابواب الاجارۃ باب فی الرھن حدیث ۳۵۲۷)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: "دوستوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہترین وہ ہے جو اپنے دوست کے لئے سب سے بہتر ہے..."

(ترمذی کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی حق الجوار)

اللہ تعالیٰ سے دعا کہ وہ ہمیں اپنے دوستوں کے ساتھ بہترین رنگ میں عہد و پیماں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے ذریعہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوستی اور وفا کا تعلق قائم کر سکیں۔

◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇

مشرق وسطیٰ میں بحران کے حوالہ سے
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی
رہنمائی
#voicesforpeace

## خطبہ جمعہ ۱۳ اکتوبر ۲۰۲۳

آجکل کے دنیا کے حالات جو ہیں ان کے بارے میں اس وقت میں ایک دعا کے لیے بھی کہنا چاہتا ہوں۔

گذشتہ چند دنوں سے حماس اور اسرائیل کی جنگ چل رہی ہے جس کی وجہ سے اب دونوں طرف کے شہری عورتیں، بچے، بوڑھے بلا امتیاز مارے جارہے ہیں یا مارے گئے ہیں۔

اسلام تو جنگی حالات میں بھی عورتوں بچوں اور کسی طرح بھی جنگ میں حصّہ نہ لینے والوں کے قتل کی اجازت نہیں دیتا اور اس بات کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی سختی سے ہدایت بھی فرمائی ہے۔(سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی دعاء المشرکین حدیث ۲۶۱۴)

دنیا یہ کہہ رہی ہے اور حقائق بھی کچھ ایسے ہیں کہ اس جنگ میں پہل حماس نے کی اور اسرائیلی شہریوں کے بلا امتیاز قتل کے مرتکب ہوئے۔ قطع نظر اس کے کہ اسرائیلی فوج پہلے اس طرح کتنے معصوموں کو فلسطینیوں کو قتل کرتی رہی ہے مسلمانوں کو بہر حال اسلامی تعلیم کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔

اسرائیلی فوجوں نے جو کیا، وہ ان کا فعل ہے اور اس کے حل کرنے کے اَور طریقے تھے۔ اگر کوئی جائز لڑائی ہے تو فوج سے تو ہو سکتی ہے، عورتوں بچوں اور بے ضرر لوگوں سے نہیں۔ بہر حال اس لحاظ سے حماس نے جو غلط قدم اٹھایا وہ غلط تھا۔ اس کا نقصان زیادہ ہوا فائدہ کم۔ یہ جو بھی تھا اس کی سزا یا اس سے جنگ حماس تک ہی محدود رہنی چاہیے تھی۔ اصل جرأت اور بہادری تو یہ ہے کہ یہ ردّ عمل ہوتا لیکن اب جو اسرائیل کی حکومت کر رہی ہے وہ بھی بہت خطرناک ہے اور یہ معاملہ اب لگتا ہے کہ رکے گا نہیں۔ کتنی بے حساب جانیں معصوم لوگوں اور عورتوں اور بچوں کی ضائع ہوں گی اس کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اسرائیلی حکومت کا تو یہ اعلان تھا کہ ہم غزہ کو بالکل مٹا دیں گے اور اس کے لیے بے شمار، بے تحاشا بمبارمنٹ (bombardment) انہوں نے کی۔ شہر راکھ کا ڈھیر ہی کر دیا۔ اب نئی صورت یہ پیدا ہوئی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک ملین سے زیادہ لوگ غزہ سے

نکل جائیں۔ کچھ اس میں سے نکلنے بھی شروع ہو گئے ہیں۔ اس پر شکر ہے کہ مری مری آواز سے ہی سہی لیکن کچھ آواز تو یو این (UN) والوں کی طرف سے نکلی ہے کہ یہ انسانی حقوق کی پامالی ہے اور یہ غلط ہو گا اور اس سے بہت مشکلات پیدا ہوں گی اور اسرائیل کو اپنے اس حکم پہ سوچنا چاہیے۔ بجائے اس کے کہ سختی سے اس کو کہیں کہ یہ غلط ہے۔ ابھی بھی درخواست ہی کر رہے ہیں۔ بہر حال ان معصوموں کا کوئی قصور نہیں جو جنگ نہیں کر رہے۔ اگر دنیا اسرائیلی عورتوں بچوں اور عام شہری کو معصوم سمجھتی ہے تو یہ فلسطینی بھی معصوم ہیں۔ ان اہلِ کتاب کی تو اپنی تعلیم بھی یہ کہتی ہے کہ اس طرح قتل و غارت جائز نہیں ہے۔ مسلمانوں پر اگر الزام ہے کہ انہوں نے غلط کیا تو یہ لوگ اپنے گریبان میں بھی جھانکیں۔ بہر حال، ہمیں بہت دعا کی ضرورت ہے۔ فلسطین کے سفیر نے یہاں ٹی وی میں غالباً بی بی سی کو انٹرویو دیا اور سوال کرنے والے کے جواب میں کہا کہ حماس ایک militant گروپ ہے، حکومت نہیں ہے اور فلسطین کی حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن ساتھ ہی یہ سوال بھی اٹھایا اور ان کی یہ بات درست ہے کہ اگر حقیقی انصاف قائم کیا جاتا تو یہ باتیں نہ ہوتیں۔ اگر بڑی طاقتیں اپنے دوہرے معیار نہ رکھتیں یا نہ رکھیں تو اس قسم کی بدامنی اور جنگیں دنیا میں ہو ہی نہیں سکتیں۔ پس ان دوہرے معیاروں کو ختم کرو تو جنگیں خود بخود ختم ہو جائیں گی۔ یہی باتیں میں اسلام کی تعلیم کی روشنی میں ایک عرصے سے کہہ رہا ہوں لیکن سامنے تو یہ کہتے ہیں ٹھیک ہے ٹھیک ہے لیکن عمل کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ اب تمام بڑی طاقتیں یا مغربی طاقتیں انصاف کو ایک طرف کر کے فلسطینیوں پر سختی کے لیے اکٹھی ہو رہی ہیں اور ہر طرف سے فوجوں کے بھجوانے کی باتیں ہو رہی ہیں اور مظلوموں کی تصویریں دکھائی جاتی ہیں کہ اس طرح ظلم ہو رہا ہے۔ غلط سلط رپورٹیں میڈیا میں دکھائی جاتی ہیں اور آ جاتی ہیں، ایک دن یہ خبر آتی ہے کہ اسرائیلی عورتوں اور بچوں کا یہ حشر ہو رہا ہے، ان کی یہ بُری حالت ہو رہی ہے۔ اگلے دن پتہ چلتا ہے کہ وہ اسرائیلی نہیں تھے وہ تو فلسطینی تھے لیکن اس کی میڈیا میں کوئی معذرت نہیں ہوتی اور کوئی ہمدردی کا لفظ ان کے لیے نہیں کہا جاتا۔ یہ لوگ جس کی لاٹھی اس کی بھینس پر عمل کرتے ہیں۔ جن کے ہاتھ میں دنیا کی معیشت ہے ان کے آگے ہی انہوں نے جھکنا ہے۔ اگر جائزہ لیا جائے تو لگتا ہے کہ بڑی طاقتیں جنگ بھڑکانے پر تُلی ہوئی ہیں بجائے اس کو ٹھنڈا کرنے کے۔ یہ لوگ جنگ ختم کرنا نہیں چاہتے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد جنگوں کے خاتمے کے لیے بڑی طاقتوں نے لیگ آف نیشنز بنائی لیکن انصاف کے تقاضے پورے نہ کرنے اور اپنی برتری قائم رکھنے کی وجہ سے یہ ناکام ہو گئی اور دوسری جنگ عظیم ہوئی اور کہتے ہیں سات کروڑ سے زیادہ جانیں ضائع ہوئیں۔ اب یہی حال یو این (UN) کا ہو رہا ہے۔ بنائی تو اس لیے گئی تھی کہ دنیا میں انصاف قائم کیا جائے گا اور مظلوم کا ساتھ دیا جائے گا۔ جنگوں کے خاتمے کی کوشش کی جائے گی لیکن ان باتوں کا دُور دُور تک پتہ نہیں۔ اپنے مفادات کو ہی ہر کوئی دیکھ رہا ہے۔ اب جو اس بے انصافی کی وجہ سے جنگ ہو گی اس کے نقصان کا تصور ہی عام آدمی نہیں کر سکتا اور یہ سب بڑی طاقتوں کو پتہ ہے کہ کتنا شدید نقصان ہو گا لیکن پھر بھی انصاف قائم کرنے پر کوئی توجہ نہیں ہے اور توجہ دینے پر کوئی تیار بھی نہیں ہے۔ ایسے حالات میں مسلمان ملکوں کو کم از کم ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ اپنے اختلافات مٹا کر اپنی وحدت کو قائم کرنا چاہیے۔ اگر مسلمانوں کو یہ ہدایت اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب سے تعلقات بہتر کرنے کے لیے دی ہے کہ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ (آل عمران:۶۵) اس کلمے کی طرف آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے تو مسلمان جن کا کلمہ مکمل طور پر ایک ہے کیوں اختلافات ختم کر کے اکٹھے نہیں ہو سکتے؟ پس سوچیں اور اپنی وحدت کو قائم کریں اور یہی دنیا سے فساد دُور کرنے کا ذریعہ ہو سکتا ہے اور پھر ایک ہو کر انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لیے ہر جگہ مظلوم کے حقوق قائم کرنے کے لیے بھرپور آواز اٹھائیں۔ ایک ہوں گے، وحدت ہو گی تو آواز میں بھی طاقت ہو گی ورنہ معصوم

مسلمانوں کی جانوں کے ضائع ہونے کے یہ لوگ ذمہ دار ہوں گے، مسلمان حکومتیں ذمہ دار ہوں گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے اور یہ ان طاقتوں کا کام ہے کہ ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کرو۔ (صحیح البخاری کتاب المظالم بَابُ اَعِنْ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا حدیث ۲۴۴۳) پس اس اہم بات کو سمجھیں۔

اللہ تعالیٰ مسلمان حکومتوں کو بھی عقل اور سمجھ دے اور وہ ایک ہو کر انصاف قائم کرنے والے بنیں اور دنیا کی طاقتوں کو بھی عقل اور سمجھ دے کہ دنیا کو تباہی میں ڈالنے کی بجائے دنیا کو تباہی سے بچانے کی کوشش کریں اور اپنی اناؤں کی تسکین کو اپنا مقصد نہ بنائیں۔ ہمیشہ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ جب تباہی ہو گی تو یہ طاقتیں بھی محفوظ نہیں رہیں گی۔ بہر حال ہمارے پاس تو دعا ہی کا ہتھیار ہے اسے ہر احمدی کو پہلے سے بڑھ کر استعمال کرنا چاہیے۔ غزہ میں بعض احمدی گھرانے بھی گھرے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی محفوظ رکھے اور سب معصوموں مظلوموں کو وہ جہاں بھی ہیں محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ حماس کو بھی عقل دے اور یہ لوگ خود اپنے لوگوں پر ظلم کرنے کے ذمہ دار نہ بنیں اور نہ کسی پر ظلم کریں۔ اسلامی تعلیم کے مطابق جو حکم ہے اس کے مطابق اگر جنگیں کرنی بھی ہیں تو اس طرح کریں۔ کسی قوم کی دشمنی بھی ہمیں انصاف سے دُور کرنے والی نہ ہو یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑی طاقتوں کو بھی یہ توفیق دے کہ وہ دونوں طرف انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے امن قائم کرنے والی بنیں۔ یہ نہیں کہ ایک طرف جھکاؤ ہو جائے اور دوسری طرف کا حق مارا جائے۔ ظلم و زیادتی میں بڑھنے والی نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم دنیا میں امن و سلامتی دیکھنے والے ہوں۔

# خطبہ جمعہ ۲۰ اکتوبر ۲۰۲۳

دوبارہ دنیا کے حالات کے حوالے سے دعا کے لیے بھی کہنا چاہتا ہوں۔

اب تو مغربی دنیا بلکہ امریکہ کے بھی بعض لکھنے والوں نے اخباروں میں یہ لکھا ہے کہ بدلے کی بھی کوئی انتہا ہونی چاہیے اور امریکہ اور مغربی ممالک کو حماس اور اسرائیل کی جنگ میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے اور صلح اور جنگ بندی کی کوشش کرنی چاہیے لیکن لکھنے والے یہ بھی لکھتے ہیں کہ لگتا ہے یہ لوگ جنگ بند کروانے کی بجائے بھڑکانے پر تُلے ہوئے ہیں۔ اسی طرح امریکہ کی کل خبر تھی کہ وزارت خارجہ کے ایک بڑے افسر نے اس بات پر استعفیٰ دے دیا کہ اب انتہا ہو چکی ہے۔ فلسطینی معصوموں پر بہت زیادہ ظلم ہو رہا ہے اور بڑی طاقتوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیے۔ تو ان لوگوں میں بھی شرفاء موجود ہیں۔ اسی طرح بعض دفعہ میڈیا پہ آتا ہے بعض یہودی ربائی (Rabbis) بھی ان کے حق میں بول رہے ہیں اور ظلم کے خلاف بول رہے ہیں۔

روس کے وزیر خارجہ نے بھی بیان دیا ہے کہ اگر اسی طرح یہ ممالک اپنا رویّہ رکھے رہے تو یہ جنگ پورے خطے میں پھیل جائے گی بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں پھیل جائے گی۔ پس ان لوگوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ اسی طرح مسلمان ممالک کو جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا ایک ہو کر اور ایک آواز ہو کر بولنا چاہیے۔ اگر دنیا کے ترپّن، چوّن ممالک کہے جاتے ہیں کہ مسلمان ہیں وہ ایک آواز میں بولیں تو یہ بڑی طاقت ہو گی اور اس کا اثر بھی ہو گا۔

ورنہ پھر اِکّا دُکّا آوازیں کوئی اثر نہیں رکھتیں اور یہی ایک طریقہ ہے دنیا میں امن قائم کرنے کا اور اس جنگ کے خاتمے کا۔ پس مسلمان ممالک کو دنیا کو تباہی سے بچانے کے لیے اپنا کردار ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ان کو اس کی توفیق بھی دے۔ لیکن ہمیں بہرحال دعاؤں پر زور دینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اس جنگ کا خاتمہ کرے اور معصوم مظلوم فلسطینیوں کی حفاظت بھی فرمائے۔ ان پر مزید ظلم نہ ہوں اور ظلم کو جہاں بھی ظلم ہیں، دنیا سے ختم کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعاؤں کی توفیق دے۔

## خطبہ جمعہ ۲۷ اکتوبر ۲۰۲۳

آج کل دنیا کے جو حالات ہیں میں دعا کے لیے ان کی یاددہانی دوبارہ کروادوں۔

حماس اور اسرائیل کی جنگ اور اس کے نتیجہ میں معصوم فلسطینی عورتوں اور بچوں کی شہادتیں بڑھتی جارہی ہیں۔ جنگ کے حالات جس تیزی سے شدت اختیار کر رہے ہیں اور اسرائیل کی حکومت اور بڑی طاقتیں جس پالیسی پر عمل کرتی نظر آرہی ہیں اس سے تو عالمی جنگ اب سامنے کھڑی نظر آ رہی ہے۔ اور اب تو بعض مسلمان ملکوں کے سربراہوں نے بھی کھل کے یہ کہنا شروع کر دیا ہے۔ روس، چین نے بھی اور اسی طرح مغربی تجزیہ نگاروں نے بھی یہ کہنا اور لکھنا شروع کر دیا ہے کہ اب جنگ کا یہ دائرہ وسیع ہوتا نظر آرہا ہے۔ اگر فوری حکمت والی پالیسی اختیار نہ کی گئی تو دنیا کی تباہی ہے۔ سب کچھ خبروں میں آرہا ہے۔ آپ سب کے سامنے صورتحال ہے۔ اس لیے احمدیوں کو دعاؤں کی طرف خاص توجہ دینی چاہیے۔ relax نہ ہو جائیں۔ کم از کم ہر نماز میں ایک سجدہ یا کم از کم کسی ایک نماز میں ایک سجدہ تو ضرور اس کے لیے ادا کرنا چاہیے۔ اس میں دعا کرنی چاہیے۔

مغربی دنیا کا تو کسی بھی ملک کا سربراہ ہو وہ اس معاملے میں انصاف سے کام لینا نہیں چاہتا۔ نہ اس بارے میں کچھ کہنے کی جرأت رکھتا ہے۔ احمدی ان بحثوں میں نہ پڑیں کہ کس ملک کا وزیر اعظم یا سربراہ اچھا ہے اور کس کا اچھا نہیں اور اس کو یہ نہیں کہنا چاہیے ۔ مسلمانوں کو اس کے خلاف نہیں بولنا چاہیے۔ یہ سب فضول باتیں ہیں۔ جب تک کوئی جرأت سے جنگ بندی کی کوشش نہیں کرتا وہ بہر حال دنیا کو تباہی کی طرف لے جانے کا ذمہ دار ہے۔ پس اپنے ماحول میں دعاؤں کے ساتھ اس بات کو پھیلانے کی کوشش کریں کہ ظلم کو روکو۔ اگر کسی احمدی کے کسی سے تعلقات ہیں تو اسے سمجھائیں۔ یہی جرأت ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کا معیار ہے۔ اسرائیلی حکومت کے نمائندے کہتے ہیں کہ حماس نے ہمارے معصوموں کو مارا، ہم بدلہ لیں گے اور یہ بدلہ اب تمام حدیں پار کر گیا ہے۔ جتنا اسرائیلی جانوں کو نقصان ہوا ہے جو بیان کی جاتی ہیں اس سے چار پانچ گنا زیادہ فلسطینی جانوں کا نقصان ہو چکا ہے۔

اگر ان کا حماس کو ختم کرنے کا ٹارگٹ ہے جیسے یہ کہتے ہیں تو پھر ان سے دُوبدُو جنگ کریں۔ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو کیوں نشانہ بنا رہے ہیں؟ پھر پانی، خوراک، علاج سب سے ان لوگوں کو محروم کر دیا ہے۔ حقوقِ انسانی اور جنگوں کے اصول کے ان حکومتوں کے تمام دعوے یہاں آکر ختم ہو جاتے ہیں۔ ہاں بعض اس طرف توجہ بھی دلاتے ہیں جیسے گذشتہ دنوں امریکہ کے سابق صدر اوبامہ نے کہا تھا کہ جنگ اگر کرنی بھی ہے تو جنگی اصولوں کو سامنے رکھنا چاہیے۔ سویلین پر ظلم نہیں ہونا چاہیے۔ یو این (UN) کے سیکرٹری جنرل صاحب بھی بولے تھے۔ اس پر اسرائیلی حکومت نے شور مچا دیا۔ تو باقی دنیا کے امن کے دعویداروں نے جو اپنے آپ کو سب سے بڑا امن کو قائم کرنے والا سمجھتے ہیں یا چیمپئن سمجھتے ہیں سیکرٹری جنرل کے بیان کی تائید میں کچھ نہیں بولے بلکہ انہوں نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ بہر حال حالات خطرناک ہیں اور خطرناک تر ہوتے جا رہے ہیں۔ مغربی میڈیا ایک طرف کی خبریں تو بڑھا چڑھا کر دیتا ہے اور دوسری طرف کی ایک کونے میں چھوٹی سی خبر۔ جیسے گذشتہ دنوں رہائی پانے والی جو عورتیں تھیں ان میں سے ایک عورت نے کہا کہ مجھ سے قید میں بہتر سلوک ہوا۔ اس کی خبر تو ایک کونے میں چلی گئی اور جو یہ بیان ہے کہ حماس کی قید جہنم تھی اسے مستقل بڑی خبر کا حصہ بنا کے پیش کیا جاتا ہے۔

انصاف تو یہ ہے کہ سب صورتحال سامنے رکھی جائے پھر دنیا کو اپنا فیصلہ کرنے دیں کہ کون ظالم ہے، کون مظلوم ہے اور کس حد تک یہ جنگ جائز ہے اور کہاں جا کے یہ ختم ہونی چاہیے۔ دنیا کے سامنے ساری صورتحال آنی چاہیے نہ کہ ایک طرفہ رائے۔ بہر حال ہمیں دعاؤں کی طرف بہت توجہ دینی چاہیے۔ ظلم کو ختم کرنے کے لئے اپنے دائرے میں کوشش بھی کرنی چاہیے اور دعا بھی۔ مسلمان مظلوموں کے لیے بھی اور مسلمان حکومتوں کو ایک جامع اور دیرپا منصوبہ بندی کے لیے بھی دعا کرنی چاہیے۔ مسلمانوں کی مشکلات دُور ہونے کے لیے ہمیں خاص درد رکھنا چاہیے۔ ہم تو اس مسیح موعودؑ کے ماننے والے ہیں جس نے مسلمانوں کے لیے باوجود اس کے کہ ہمیں ان سے تکلیفیں پہنچتی رہتی ہیں اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا کہ ”اے دل تو نیز خاطر اینان نگاہ دار کاخر کنند دعوئے حب پیمبرمؐ“ (ازالہ اوہام حصہ اوّل، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 182) اے دل! تُو ان لوگوں کا لحاظ رکھ۔ آخر وہ میرے پیغمبرؐ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا ہے کہ ہم مسلمانوں کے لیے بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بھی دے اور مسلمانوں کو بھی اور دنیا کو عقل بھی دے۔

فلسطین
کے لیے دعائیں

اب کم از کم اتنا ہوا ہے کہ کچھ غیر مسلم اور بعض سیاستدان ڈرتے ڈرتے ہی کچھ نہ کچھ اس ظلم کے خلاف بولنے لگ گئے ہیں بلکہ اب تو بعض یہودیوں نے بھی اس عمل سے بیزاری کا اظہار کیا ہے اور اسرائیلی حکومت کو کہا ہے کہ ہمیں بدنام کیوں کر رہے ہو۔ تو بہرحال چھوٹی چھوٹی آوازیں کہیں نہ کہیں سے غیروں میں بھی اٹھنے لگ گئی ہیں۔ اب یہ کہتے ہیں کہ چار گھنٹے کے لیے روزانہ جنگ روکیں جس کو pause کا نام انہوں نے دیا ہے تاکہ فلسطینیوں تک مدد پہنچ سکے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس پر کتنا عمل ہو گا اور باقی جو بیس گھنٹے کا وقت ہے اس میں انہوں نے فلسطینیوں پر کتنے ظلم کرنے ہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے کتنی بمبارمنٹ کریں گے۔

اکثر بڑی حکومتیں اور سیاستدان بھی فلسطینیوں کی جانوں کو کوئی اہمیت نہیں دے رہے۔ ان کے اپنے مفادات ہیں لیکن بہرحال ان لوگوں کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ بھی ایک وقت تک ڈھیل دیتا ہے اور صرف یہی دنیا نہیں، اگلا جہان بھی ہے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں اس دنیا میں ہم نے فائدے اٹھا لیے تو سب کچھ حاصل ہو جائے گا۔ اس دنیا میں بھی پکڑ ہو سکتی ہے اور اگلے جہان میں بھی پکڑ ہو گی۔ بہرحال ہمیں بھی دعاؤں کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ مظلوم فلسطینیوں کی دادرسی کرتے ہوئے انہیں ان ظلموں سے نجات دلوائے۔